ڈیورنڈ لائن

WHO SAYS AFGHANISTAN HAS NEVER BEEN CONQUERED?
Timeline of Foreign Rulers Through the Ages
N
E
W
S
Alexander Empire
Mauryan Empire
Seleceid Empire
Turk Shal Dynaity
Greco-Bactrian Kindlom
Selerrid Empire
India
Ghurid Empire
Sasanian Empire
Turk Shal Dymsity
Hepthalites / White Hans
Mughal Empire
Kangol Empire
Mongaid Empire
Soviet Empion
Britsh Empire
Safavid Empire
Nadir Shal's Afsharid
Soviet Union
Britisaid Empire
TODAY'S AFGHANSTAN:
HOME TO 14+ ETHNIC GROUPS

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ڈیورنڈلائن - بین الاقوامی سرحد

وطنِ عزیز پاکستان کا قیام جب کلمہ طیبہ ، دو قومی نظریے کی بنیاد پر ہوتا نظر آیا تو تمام مفاد پرست ، انا پرست ، ہندتوا کے علمبردار بھارت کے تعاون اور شہہ سے پاکستان کے خلاف سر گرم ہو گئے اور اب تک مختلف طریقوں سے اسلامی ایٹمی حرمین کے محافظ ، مسلمانوں کی مسجد ، مسلمانوں کے محافظ ، اسلام کے قلعہ پاکستان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے آرہے ہیں۔ اسلامی ایٹمی پاکستان جب بھی اپنے قیام کے مقاصد کی طرف سفر شروع کرتا ہے تو اسے ملک کے اندر سے بیرون ممالک سے ڈی ٹریک کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مظلوم اقوام کی مدد کرنا پاکستان کے ڈی این اے میں شامل ہے پاکستان اس کی قیمت بھی چکاتا آرہا ہے۔

پڑوسی برادر ملک افغانستان نے ظہورِ پاکستان سے پہلے ہی بین الاقوامی قوانین، اسلامی اخوت، اخلاقیات اور انسانیت کی خلاف جا کر پاکستان پر حملے شروع کر دیئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد مسلسل پاکستان دشمن جتھوں کی سہولت کاری کرتا آرہا ہے اور خود بھی حملے کرتا رہتا ہے۔ دوسری طرف پاکستان ہے کہ اخوتِ ایمانی کے ہاتھوں مجبور اپنے برادر

افغانستان کی ہر قیمت ادا کر کے مدد کرتا آرہا ہے۔افغانستان کے ڈیورنڈلائن کے بارے جھوٹے بیانیہ کو ہی دیکھ لیں۔افغانستان جب کمزور حالت میں ہوتا ہے تو اس کا ذکر نہیں کرتا جب کچھ مضبوط ہو جاتا ہے یا اپنی اندرونی کمزوریوں،اور عالمی تنہائی سے توجہ ہٹانا چاہتا ہے تو ڈیورنڈلائن کے حل شدہ معاملے کو صرف پاکستان کے ساتھ اٹھانا شروع کر دیتا ہے باقی ممالک کے ساتھ نہیں اٹھاتا لیکن اس کا کیس بہت ہی کمزور ہے یہی وجہ ہے کہ زبانی طور پر تو بات کرتا ہے جبکہ کبھی عالمی عدالتِ انصاف یا اقوام متحدہ میں یہ معاملہ لے جانے کی کوشش نہیں کی گئی اور اس کی وجہ ہی یہی ہے کہ امریکہ و برطانیہ سمیت عالمی برادری اسے باقاعدہ بارڈر ہی سمجھتی ہے مسلمہ بین الاقوامی سرحد ہی مانتی ہے۔

اس تحریر میں ڈیورنڈلائن کی درست عکاسی کرنے کی کوشش کی ہے تا کہ ہمارے اپنے لوگ حقیقت جان لیں اور تذبذب کا شکار نہ ہوں بلکہ جرات و حمیت کے ساتھ اپنے قومی موقف کی ترجمانی کر سکیں اور غلط بیانیوں غلط فہمیوں کا شکار نہ ہوں۔

پڑھیے ڈیورنڈلائن اور اس کی توثیق کرتے معاہدے:

1893،1894،1895،1901،1919 معاہدہ راولپنڈی،1921 معاہدہ کابل اور 1930 تجارتی معاہدہ۔ان سب معاہدوں میں ڈیورنڈلائن معاہدے کی توثیق مختلف اوقات میں کی گئی یعنی ڈیورنڈلائن کو دونوں ممالک کے درمیان بین الاقوامی سرحد مانا گیا۔

ڈیورنڈلائن کی لمبائی1640 میل،2670 کلومیٹر اور 87 لاکھ 60 ہزار فٹ ہے۔
ڈیورنڈلائن کے ایک طرف پاکستان کے تین صوبے اور دوسری طرف افغانستان کے بارہ صوبے ہیں۔
افغانستان 652000 مربع فٹ پر پھیلا ہوا ہے اس کے ارد گرد چھ ممالک ہیں یہ لینڈ لاک ملک ہے۔
افغانستان کا باڈر قدرتی نہیں بلکہ سلطنتوں اور سیاسی طور پر معاہدوں کے ذریعے طے کیا گیا

۔

مغرب میں ایرانے کے ساتھ باڈر 921 کلومیٹر طویل ہے۔
1872 میں گولڈ سمتھ ثالثی کے ذریعے پر امن 1905 میں مکموھن کمیشن کے ذریعے حتمی شکل دی گئی۔
شمال میں ترکمانستان کے ساتھ 804 کلومیٹر باڈر ہے۔ازبکستان کے ساتھ 144 کلومیٹر۔تاجکستان کے ساتھ 1357 کلومیٹر۔
1895 سے 1896 کے اینگلو رشین ایگرمنٹ کے تحت اور بیسویں صدی کے اوائل کے سویت افغان معاہدوں کے ذریعے حتمی شکل دی۔
چین کے ساتھ 95 کلومیٹر 1963 میں خوش اسلوبی سے طے پایا۔
جنوب اور جنوب مشرق میں پاکستان کے ساتھ 2670 کلومیٹر سب سے اہم ہے یہ باڈر مسلط نہیں کیا گیا تھا بلکہ 1893 میں امیر عبدالرحمن اور ماٹیمر ڈیورنڈ کی رضامندی سے

ڈیورنڈلائن معاہدہ ہوا۔ بعد میں 1919، 1921، 1922، کے اینگلوافغان معاہدوں کے ذریعے توثیق کی گئی۔

1-یعقوب خان: نے 1879 میں انگریزوں کے ساتھ "معاہدہ گندمک" کیا۔ یہ معاہدہ صرف ایک صفحے پر مشتمل تھا۔ 1894 تا 1895 تک ایک مشترکہ افغان برطانوی سروے کے ذریعے سرحد کھینچی گئی۔

2-امیر عبدالرحمن:

- 1880 میں امیر عبدالرحمن نے اپنے پیش رو کے معاہدے کی توثیق کی۔ اس معاہدے کے تحت افغانستان کی خارجہ پالیسی برطانوی کنٹرول میں آگئی۔
- ایک ماہ کے مذاکرات کے بعد 12 نومبر 1893 کو امیر عبدالرحمن اور فارسی کے اچھے عالم خارجہ سیکرٹری ہینری مارٹیمر ڈیورنڈ کے درمیان یہ معاہدہ ہوا یعنی دونوں حکومتوں کے درمیان مستقل معاہدہ ہوا، امیر آف افغانستان اور گورنمنٹ آف انڈیا کی خواہش تھی کہ سرحدی تنازعات کو باہمی طور پر دوستانہ انداز میں حل کیا جائے اور دونوں طرف باہمی رضامندی سے اپنے اپنے دائرہ اثر کی حدود کا تعین کریں۔

یہ اس لیے ضروری ہے کہ مستقبل میں اس بارے میں کوئی اختلاف پیدا نہ ہو فریقین کے درمیان مندرجہ ذیل امور پر اتفاق رائے پیدا ہوا۔

امیر عبدالرحمان کے بقول معاہدے کے مطابق واخان، کافرستان، اسمار، مہمند لالپور اور وزیرستان کا ایک حصہ (بیرمل) میری سلطنت میں شامل ہوئے جبکہ نئے چمن کے ریلوے اسٹیشن، چاغی، باقی وزیر علاقے، بلند خیل، کرم، آفریدی، باجوڑ، سوات، بونیر، دیر، چلاس پر اپنے حق سے میں دستبردار ہو گیا۔

i. اس معاہدے کے ساتھ جو نقشہ لف ہے اس میں کھینچی ہوئی لائن کے ذریعے واخان سے لے کر ایران تک امیر افغانستان کی حکومت کے مشرقی اور جنوبی حدود کو ظاہر کیا گیا ہے۔

ii. حکومت ہندوستان کسی حالت میں بھی اس لائن کے پار افغانستان کے علاقوں میں مداخلت نہیں کرے گی۔ اس طرح امیر افغانستان کی حکومت کسی بھی حالت میں لائن کے پار ہندوستانیوں کے علاقوں میں مداخلت نہیں کرے گی۔

iii. امیر کا وظیفہ 12 لاکھ سے بڑھا کر 18 لاکھ کر دیا گیا۔

- 13 نومبر 1893 کو امیر افغانستان عبدالرحمان نے لویا جرگہ (درانی دربار) منعقد کیا جس میں 400 قبائلی سردار اس کے دو بیٹوں اور کابل میں موجود اعلی سول اور فوجی افسروں نے شرکت کی۔ اس موقع پر امیر نے معاہدے کے بارے میں بتایا انہوں نے اس موقع پر مارٹیمر ڈیورنڈ اور مشن کے دوسرے ممبران کا خوش اسلوبی سے سرحدی تنازعہ حل کرنے پر شکریہ ادا کیا۔ اس موقع پر ڈیورنڈ نے بھی خطاب کیا۔ دربار میں موجود زعماء نے اس معاہدے کی منظوری دی اور افغانستان اور برطانوی حکومت کے درمیان دوستی پر خوشی کا اظہار کیا۔
- آج سے تقریبا 132 سال قبل 13 نومبر 1893 کے دن جب افغانستان کے امیر عبدالرحمن کابل میں عمائدین کے سامنے انگریزوں کے ساتھ ڈیورنڈ لائن معاہدے کی تعریف کر رہے تھے تو وہ ایک وسیع علاقے پر حاکمیت کے حق سے بھی دستبردار ہو رہے تھے جو بہت سال پہلے ہی افغان

اثر ورسوخ سے نکل چکا تھا۔ یہ علاقہ آج پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخواہ اور بلوچستان کا حصہ ہے۔

- 14 نومبر 1893 کو مشن کے ارکان کابل سے روانہ ہوئے۔ معاہدے کے مطابق دونوں اطراف نے سرحدوں کے تعین کے لیے مشترکہ کمیشنوں کی تشکیل کی۔ کمیشنوں نے 1894 تا 1895 کے دوران دو سال تک کام کیا، انہوں نے چترال سے لے کر ایران کی سرحد تک حد بندی کی اور صرف ان مقامات پر سرحدی ستون تعمیر کیے جن پر دونوں فریقوں کا اتفاق تھا اور جہاں حد بندی ممکن تھی۔ اس سرحدی لائن کو " ڈیورنڈ لائن " کہتے ہیں جو اُس وقت سے لے کر آج تک پاکستان کے ساتھ افغانستان کی سرحد ہے۔
- جب دونوں حکومتوں کے کمشنروں نے معاہدے کے مطابق سرحد کی نشاندہی مکمل کی تو امن و ہم آہنگی قائم ہو گئی۔ جس کے دائمی رہنے کی میں خدا سے دعا کرتا ہوں۔
- امیر عبدالرحمن نے اسے افغانستان کی بڑی کامیابی قرار دیتے ہوئے بعد ازاں اپنی سوانح حیات میں لکھا کہ پہلی بار ان کے ملک کی سرحدیں باضابطہ طور پر واضح اور طے ہو گئیں ہیں جس سے مستقبل میں غلط فہمیاں نہیں ہوں گی اور افغانستان برطانوی ہتھیاروں اسلحہ کی مدد سے مضبوط اور طاقتور

ہو جائے گا۔ ساتھ ہی اس افغان امیر نے قبائلی سرداروں کو اس معاہدے کے احترام اور اس پر عمل درآمد کی ہدایت بھی کی تھی۔

3-امیر حبیب اللہ خان: 1901 میں امیر عبدالرحمن کی وفات کے بعد اس کا بیٹا حبیب اللہ خان حکمران بنا، اس نے وظیفہ کی وجہ سے مسئلہ کھڑا کیا۔

- تو پھر 21 مارچ 1905 کو گوڈین اور امیر حبیب اللہ نے معاہدے پر دستخط کیے۔ امداد اور راہداری کی سہولت بحال ہو گئی، اس معاہدے کے مسودے میں امیر حبیب اللہ کی جانب سے عہد کیا گیا کہ ان کے والد نے برطانوی ہند کے ساتھ جو سمجھوتہ کیا تھا وہ بھی اس پر مکمل عمل درآمد کرتے رہیں گے اور کبھی روگردانی نہیں کریں گے۔ برطانوی افسران نے افغان حکمرانوں اور سرداروں کو قیمتی تحائف اور نقد رقوم سے نوازا جن میں ایک قیمتی گھڑی بھی امیر حبیب الرحمٰن کو معاہدے کے روز بطور تحفہ پیش کی گئی جس پر وہ دوران دستخط بہت خوش دکھائی دے رہے تھے۔
- امیر حبیب اللہ نے خلیفۃ المسلمین "سلطان محمد خامس" کے بھیجے نمائندے "کاظم بے" اور قیصر جرمنی کے نمائندے "فان ہن ٹیگ" اور ہندوستانی رہنماؤں کے ہر طرح کے تعاون کا یقین دلانے کے باوجود ہندوستان پر حملہ نہ کیا بلکہ شرط یہ رکھ دی کہ انڈین نیشنل کانگریس پارٹی

کے کسی لیڈر کو کابل آنا چاہیے تا کہ اس سے معاہدہ کر سکوں۔ انگریز نے امیر حبیب اللہ کے پیر "چار باغ" کو 50 لاکھ روپے دے کر مکہ معظمہ سے بلا کر اور امیر حبیب اللہ کو آٹھ کروڑ لالچ دے کر کسی بھی مہم جوئی سے روک دیا۔

4-امیر امان اللہ خان: امیر عبد الرحمن کا پوتا، امیر حبیب اللہ کا بیٹا "امیر امان اللہ" جس نے انگریز کے ساتھ لڑائی شروع کی تو جنگ ہوئی۔ قندھار اور جلال آباد پر بمباری ہوئی۔

- تیسری اینگلو افغان جنگ کے بعد 9 اگست 1919 کو راولپنڈی میں افغان وزیر داخلہ علی احمد خان نے برطانوی ہند کے ساتھ امن سمجھوتے پر دستخط کیے اس کے نتیجے میں برطانیہ نے اگرچہ راہداری اور سالانہ امداد کی سہولت واپس لے لی مگر افغانستان کی آزادی و خود مختاری کو پہلی بار تسلیم کر لیا اور افغانستان نے اپنی خارجہ پالیسی پر دوبارہ اختیار حاصل کر لیا۔ اس معاہدے کی شک نمبر 5 میں لکھا کہ افغان حکومت ہندوستان اور افغانستان کی وہی سرحد تسلیم کرتی ہے جو مرحوم امیر حبیب اللہ خان نے تسلیم کی تھی۔ یوں پہلی بار 1919 کے سمجھوتے کے تحت "ڈیورنڈ لائن" باضابطہ بین الاقوامی سرحد بن گئی۔ یہ معاہدہ افغانوں کے لیے جشن کا موقع تھا۔ امان

اللہ خان نے برطانوی بادشاہ کو شکریہ کا خط لکھا کہ ان سرحدی امور پر جو غلط فہمیاں اور تنازعات پیدا ہو رہے تھے اب وہ ختم ہو گئے، 19 اگست 1919 کو آزادی کا اعلان کیا جو بعد میں افغانستان کا یومِ آزادی قرار دیا گیا۔

افغان وفد نے معاہدے میں افغان حکومت کی اصطلاح پر زور دیا تا کہ یہ معاہدہ حکومتوں کے درمیان ہو نہ کہ صرف امیر کی حیثیت سے۔ اس معاہدے کی وجہ سے 1920 کے بعد افغانستان آزاد ہو چکا تھا اگر وہ چاہتا تو معاہدہ مسترد کر سکتا تھا مگر ایسا نہیں کیا۔ امان اللہ کو بادشاہ کا لقب دیا گیا۔

- 22 نومبر 1921 کو کابل میں برطانوی ہند کے نمائندے ہینری ڈبس اور افغان حکومت کے نمائندے محمود ترزئی نے برطانیہ اور افغانستان کے مابین دوستانہ کاروباری تعلقات کے معاہدے پر دستخط کیے۔ اس معاہدے نے 1919 کے معاہدے کی جگہ لے لی، نئے معاہدے کے آرٹیکل دو میں جملہ ہے "فریقین ہندوستان اور افغانستان کے درمیان وہی سرحد تسلیم کرتے ہیں جو 1919 کے معاہدے کی شک نمبر 5 میں تسلیم کی گئی تھی اور باقاعدہ سفارتی تعلقات قائم کیے۔

1921 کے معاہدے میں یہ بھی کہا گیا کہ توثیق کے تین برس بعد کوئی بھی فریق معاہدے سے دستبردار نہیں ہو سکتا مگر نہ برطانوی ہند اور نہ ہی امیر امان اللہ خان کی حکومت نے اس سے دستبرداری اختیار کی۔

5-نادر خان:

- 6جولائی 1930 کو امیر امان اللہ کے جانشین شاہ نادر خان نے برطانوی حکومت کے خط کے جواب میں جو سفارتی خط بھیجا اس کے دوسرے پیرے میں لکھا۔ آپ کی تحریر یاددہانی کے جواب میں ہم فخریہ اعلان کرتے ہیں کہ سابق معاہدات نہ صرف توثیق شدہ ہیں بلکہ انہیں مکمل نافذ تصور کیا جائے۔

ڈاکٹر رسول بخش رئیس کے بقول 1893 سے 1946 تک کسی بھی افغان حکومت نے ڈیورنڈ لائن کو متنازعہ قرار نہیں دیا تھا بعد ازاں راولپنڈی معاہدے 1919 سمیت مختلف ادوار میں کئی دیگر معاہدے بھی ہوئے لیکن کسی میں بھی ڈیورنڈ لائن پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا۔

پاکستان بننے کے بعد افغان حکومت کے ڈیورنڈ لائن کے خلاف اقدامات غیر قانونی اور غیر اخلاقی ہیں۔

6-سردار داؤد: سردار داؤد ڈیورنڈ لائن کے شدید مخالف اور پشتونستان کے حامی تھے۔

پاکستان نے کابل کو چیلنج کیا کہ وہ اپنے پشتون علاقوں پر ریفرینڈم کروائے تاکہ دیکھا جا

سکے کہ وہاں کے پشتون افغانستان میں رہنا چاہتے ہیں یا پاکستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔

- اگست 1976 میں سردار داؤد پاکستان کے دورے پر آئے تو ایک صحافی کے جواب میں انہوں نے کہا کہ وہ ڈیورنڈ لائن کو دونوں ممالک کے درمیان تسلیم شدہ سرحد سمجھتے ہیں۔
- مارچ 1978 میں صدر ضیاء الحق نے سردار داؤد کو بلایا، شالیمار باغ لاہور میں استقبالیہ دیا۔ اس دور میں سردار داؤد نے کہا افغانستان ڈیورنڈ لائن کو تسلیم کرلے گا مگر صدر ضیاء الحق نے کہا کہ نہیں میں جوابی دورہ میں کابل آؤں گا تاکہ آپ کے لیے مشکلات نہ ہوں۔ آپ تب تک راہ ہموار کریں وہاں اس کا اعلان کریں گے۔ سردار داؤد کو اپریل میں قتل کر دیا گیا۔
- مختلف مصنفین جیسے روبن ڈیاگو، کارڈوزا اور ہیریسن نے لکھا کہ سردار داؤد "ڈیورنڈ لائن" کے مسئلے کو حل کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔

نہرو پلان: 1946 میں جب قیامِ پاکستان کی تیاریاں جاری تھیں تو خان عبدالغفار خان (فرنٹیئر گاندھی) کابل گئے وہاں انہوں نے یہ موٴقف اختیار کیا تھا کہ سرحدی علاقے یا تو آزاد رہیں یا پھر افغانستان میں شامل ہو جائیں مگر پاکستان کا حصہ نہ بنیں تاہم

ان کی یہ کوشش کامیاب نہ ہو سکی اور تقسیم ہند کے بعد یہ پاکستان میں شامل ہو گئے تھے۔

آصف درانی کہتے ہیں کہ بھارت پاکستان کے خلاف ایک دوسرا محاذ قائم کرنے کے لیے افغانستان کو استعمال کرتا ہے، مالی امداد اور سیاسی اثر رسوخ کے ذریعے ایسے عناصر کی حمایت کرتا ہے جو پاکستان مخالف بیانیہ اختیار کریں۔ بھارت کو افغان عوام سے کوئی حقیقی ہمدردی نہیں وہ صرف اپنے مفادات کے لیے افغان حکومتوں اور گروپوں کو استعمال کرتا آرہا ہے۔

- 11 جون 1947 کو افغان وزیر خارجہ محمد علی نے کابل میں متعین برطانوی سفیر سے ملاقات میں یہ معاملہ اٹھایا۔
- 20 جون کو افغانستان کی حکومت نے برطانوی حکومت کو مراسلہ ارسال کیا۔
- 20 جون 1947 کو افغانستان کے وزیر محمد ہاشم خان نے سرحد اور پختونوں کا معاملہ اٹھایا۔ سرحد کے دونوں جانب ایک تحریک ابھری جس کا مقصد پشتونستان نامی آزاد ریاست کا قیام تھا۔
- 21 جون کو بنوں میں صوبہ سرحد کی کانگریسی جماعت خدائی خدمت گاروں نے ایک اجلاس بلا کر کہا کہ پھر تیسرا آپشن ریفرنڈم کا بھی ہونا چاہیے آزاد پختونستان کے لیے۔ تمام پختونوں کی ایک ریاست قائم کی

جائے جس کا نام پختونستان ہو گا، اجلاس نے پختونوں سے اپیل کی کہ اس مقصد کے لیے متحد ہو جائیں اور کسی غیر پختون کی بالادستی قبول نہ کریں۔

- 30 ستمبر 1947 کو افغانستان کے نمائندہ حسین عزیز نے اقوام متحدہ میں پاکستان کے خلاف ووٹ دیا۔ افغانستان میں سرکاری سطح پر پاکستان کے خلاف پروپیگنڈا کیا جاتا تھا۔ ریڈیو کابل پر بھی ڈیورنڈ لائن کے بارے پروپیگنڈا کیا گیا۔
- 30 ستمبر 1950 کو افغان فوجیں چمن سرحد کراس کر کے تقریبا 48 کلو میٹر پاکستان کی حدود میں داخل ہو گئیں۔
- 16 اکتوبر 1951 کو پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کو ایک افغانی سید اکبر زدران نے گولی مار کر شہید کر دیا۔
- 1955 میں پاکستان کے ون یونٹ بنانے کے خلاف کابل، قندھار، جلال آباد میں پاکستان کے خلاف ریلیاں نکالی گئیں ریڈیو کابل پر داود خاں نے پاکستان کے خلاف بیان دیا، پاکستان کے جھنڈے کی بے حرمتی کی گئی اور سفارت خانوں سے پاکستان کا پرچم ہٹا کر نام نہاد پشتونستان کا جھنڈا لہرایا، دونوں ملکوں نے اپنے سفیر واپس بلا لیے، دونوں ممالک میں 18 ماہ تک تعلقات منقطع رہے۔

- 1955 میں آزاد پشتونستان بنانے کے لیے سردار داود نے اپنے ایجنٹ پاکستان بھیجنے شروع کیے۔
- 1961 میں 15 ہزار افغان فوجیوں نے قبائلیوں کے بھیس میں باجوڑ پر حملہ کیا جو پسپا کر دیا گیا، پاکستان نے متصل افغان صوبے کنڑ پر بمباری کی اور تمام تجارتی گزرگاہیں بند کر دیں۔
- ظاہر شاہ کے افغانستان کا بادشاہ بننے کے بعد ایران نے ایک سہہ فریقی اجلاس کروایا جس کے نتیجے میں افغان حکمران نے باڈر کھولنے اور پاکستان مخالف بیانیے کو ختم کرنے کی حامی بھری۔
- پاکستان پر افغانستان سے ہونے والے تمام طرح کے حملے معاہدہ ڈیورنڈ لائن اور اس کے بعد کے توثیق شدہ تمام معاہدوں کی اس شق کی کھلی خلاف ورزی ہے جس میں کہا گیا تھا کہ نہ ہندوستان افغانستان میں مداخلت کرے گا نہ افغانستان ہندوستان میں، خصوصا دیر، باجوڑ، چترال میں۔
- چندر موہن گاندھی نے 18 جون کے اپنے مذہبی خطاب میں پختون عوام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ وہ ان کے ساتھ غفار خان کے مشن کی کامیابی کی دعا کریں جو ایک آزاد فرنٹئیر ریاست کے لیے کوشش کر رہے ہیں جس کا نام "پختونستان" ہو گا۔

- نہرو پلان کے مطابق افغانستان اور سرحد میں ان تمام کوششوں کا مقصد پاکستان کے بارے میں سوالیہ نشان کھڑا کرنا تھا۔

برطانیہ: 1947 میں برطانوی حکومت نے افغان حکومت کے اس مطالبے کو یہ کہہ کر رد کر دیا تھا کہ یہ معاملہ بہت پہلے حل ہو چکا ہے۔

30 جون 1950 کو برطانیہ کے وزیر دولت مشترکہ نوٹل بیکر نے ہاؤس آف کامنز میں کہا کہ "پاکستان بین الاقوامی قانون کی رو سے ہندوستان کی پرانی حکومت کے تمام فرائض ذمہ داریوں کی وارث ہے اور یہ کہ ڈیورنڈ لائن ایک بین الاقوامی سرحد ہے"۔

جب برطانیہ نے ہند سے اقتدار منتقل کرنے کا اعلان کیا تو افغان حکومت نے مطالبہ کیا کہ 1893 کے ڈیورنڈ لائن معاہدے کے تحت جو علاقے برطانیہ کو دیئے گئے تھے وہ واپس کیے جائیں۔ برطانوی حکومت نے یہ مؤقف رد کرتے ہوئے کہا کہ یہ علاقے برطانوی ہند کا حصہ ہیں اور اقتدار کی منتقلی کے وقت جو صورتحال ہو گی وہی نئی ریاستوں کو وراثت ملے گی یہی پالیسی پاکستان کے قیام کے بعد بھی برقرار رہی۔

بین الاقوامی قانون: افغانستان کے امور کے ماہر ڈاکٹر رئیس کے مطابق 1893 کے معاہدے میں پاکستانی حکومت کا مؤقف یہ ہے کہ ڈیورنڈ لائن ایک بین الاقوامی طور پر تسلیم شدہ سرحد ہے جس کا دوبارہ تعین نہیں کیا جاسکتا۔ بین الاقوامی قانون کے تحت کوئی بھی جانشین ریاست اپنی پیش رو ریاست کے طے کردہ معاہدوں کی وارث ہوتی

ہے۔اس لیے پاکستان بھی برطانوی ہند کا جانشین ہونے کی وجہ سے ڈیورنڈ معاہدے کا وارث ہے۔اگر بعض افغان دانشور برطانوی نوآبادیاتی دور کی سرحدوں کے از سرِ نو تعین کے حامی ہیں تو ان کا یہ نقطہ نظر نہ تو کوئی قانونی حیثیت رکھتا ہے اور نہ ہی بین الاقوامی برادری کی طرف سے اسے قبول کیا گیا۔

احمر بلال صوفی کے مطابق ویانہ کنونشن کے آرٹیکل 62 کے تحت جب کوئی نیا ملک کسی نو آبادیاتی خطے سے وجود میں آتا ہے تو سابقہ تمام معاہدے اور ذمہ داریاں نئی حکومت کو منتقل ہو جاتی ہیں۔اس لیے پاکستان نے آزادی کے بعد جائز طور پر ڈیورنڈ معاہدے کا تسلسل حاصل کیا۔بلال صوفی کے مطابق ڈیورنڈ معاہدہ یا بعد کے 1919 یا 1921 کے معاہدے میں کہیں بھی مدت کی کوئی حد نہیں بتائی گئی سو سالہ معاہدے کی بات محض قیاس آرائی ہے۔رواجی بین الاقوامی قانون کے مطابق کسی ملک کا رویہ اور دیگر ممالک کا طرز عمل قانونی معیار بنتا ہے۔افغانستان اگر اپنی سرحدوں (روس، چین اور ایران) کو تسلیم کرتا ہے تو اسے پاکستان کے ساتھ ڈیورنڈ لائن بھی تسلیم کرنی چاہیے کیونکہ ان سرحدوں کے تعین میں تو اسے مشاورت کا موقع بھی نہیں ملا تھا۔اگر برطانیہ کے انخلاء کے ساتھ ڈیورنڈ معاہدہ کالعدم ہو جاتا تو پھر اس کے ٹوٹنے پر افغانستان کو تاجک،ازبک اور ترکمان علاقے بھی واپس کرنے پڑیں گے لیکن وہ ایسا نہیں کرے گا۔

سچ یہ ہے: انیسویں صدی میں افغانستان اور مملکت روس کے مابین جو سرحدی حد بندی ہوئی اسے افغانستان کی مرضی معلوم کیے بغیر برطانیہ اور روس نے آپس میں طے کر کے نافذ کر دیا جبکہ افغانستان اور ایران کی سرحدی حد بندی کے عمل سے بھی افغانستان کو باہر رکھا گیا اور یہ حد بندی برطانیہ اور ایران کے مابین سمجھوتے کے ذریعے نافذ کر دی گئی۔ ڈیورنڈ لائن واحد سرحدی لکیر ہے جسے افغان بادشاہ کی مرضی سے طے کیا گیا اور یکے بعد دیگرے تین بادشاہوں نے 37 برس کے عرصے میں اس بابت پانچ معاہدوں کو تسلیم کیا۔

افغانستان نے آج تک سابق روسی ریاستوں سے ملنے والی اپنی شمالی سرحدی کی حد بندی اور ایران سے متصل مغربی سرحد کو چیلنج نہیں کیا مگر ڈیورنڈ لائن کو ہر بار چیلنج کیا اگر پاکستان برطانوی ہند کی جانشین ریاست نہیں تو پھر افغانستان کی شمالی سرحد کے بارے میں کیا کہا جائے جو سوویت یونین کے خاتمے کے بعد سوویت یونین کی جانشین وسطی ایشیائی ریاستوں سے لگتی ہے۔

اگر واقعی افغانستان سمجھتا ہے کہ اس کے ساتھ تاریخی زیادتی ہوئی ہے تو کیا کوئی بھی افغان حکومت شمالاً، شرقاً اور غرباً ناانصافیوں کو عالمی عدالت انصاف میں چیلنج کرنا پسند کرے گی۔ (بی بی سی اردو، 8 مارچ 2017، وسعت اللہ خان)

روس کے ساتھ افغانستان کے شمالی اور مغربی سرحدوں کا تعین بھی برطانوی حکومت نے کیا تھا۔ سوویت یونین کے ٹکڑے ہو گئے لیکن نہ تو ترکمانستان، ازبکستان اور سینٹرل ایشیا ءکی دیگر ریاستوں نے جو روس کی وارث ہیں اور نہ ہی افغانستان کی حکومت نے ان معاہدوں کے بارے میں کوئی سوال اٹھایا۔ ایران کے صوبے سیستان کے ساتھ بھی جو انگریزوں نے حدبندی کی تھی چونکہ پاکستان برطانوی حکومت کا وارث ہے اس لیے وہ اور افغانستان دونوں اس بات کے پابند ہیں کہ وہ اپنی سرحدوں کے بارے میں معاہدوں کی پاسداری کریں۔

سچ یہی ہے کہ افغانستان مخصوص مفادات کے لیے صرف اپنے محسن پاکستان کے خلاف ہی ڈیورنڈ لائن کا معاملہ اٹھاتا ہے باقی ممالک خلاف نہیں اگر واقعی افغانستان کے حکمرانوں کو افغانستان کے مفادات عزیز ہوتے تو باقی سرحدوں پر بھی بات کرتے مگر یہ تو احسان فراموشی کے ریکارڈ قائم کرنا چاہتے ہیں۔

جنرل احسان الحق، سابق چیئرمین جوائنٹ چیف آف سٹاف: میں ایک پختون ہوں، میں اسی علاقے سے تعلق رکھتا ہوں۔ ہم میں سے کچھ لوگوں کے لیے یہ جاننا حیرت کی بات ہو گی کہ پاکستان میں افغانستان سے زیادہ پختون بستے ہیں اور اگر آج ہم یہ فیصلہ اس بنیاد پر کریں کہ پختون تقسیم نہ ہوں تو مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑے گا کہ افغانستان کابل تک پاکستان میں شامل ہو جائے گا۔ اس کا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہو گا کہ

پاکستان کا کوئی حصہ افغانستان میں جائے بلکہ افغانستان کا آدھا یا اس سے زیادہ حصہ ہمارے پاس آ جائے گا تقریباً ساٹھ فیصد کیونکہ وہاں ساٹھ فیصد پختون ہیں، نقصان ان کا ہو گا ہمارا نہیں۔ نہ تو جغرافیہ کی بنیاد پر، نہ تاریخ کی بنیاد پر، نہ بالغ رائے دہی کی بنیاد پر یا کسی اور بنیاد پر بھی نقصان ان کا ہی ہو گا۔ کیونکہ اگر آپ تاریخ میں جائیں تو افغانستان پر ایک عرصے تک حکومت دہلی سے کی جاتی رہی، کبھی اصفحان، کبھی سمرقند، کبھی بخارا، کبھی تاشقند یا کسی وسط ایشیائی ریاست سے اس پر حکومت کی جاتی رہی افغانستان نام کی کوئی ریاست نہیں تھی۔ لہٰذا اگر ہم تاریخ، نسل، جغرافیہ یا کسی بھی بنیاد پر سرحدوں کا تعین کریں تو نقصان افغانستان کا ہی ہو گا اور وہ ہمارے بھائی ہیں، ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے بھائی نقصان اٹھائیں۔ دوسری بات! کون سا انسان افغانستان کا حصہ بننا چاہے گا یا اسے پاکستان سے نکال کر افغانستان میں شامل کر دیا جائے؟ مجھے یقین ہے ڈھائی ملین افغان پاکستان میں آئے ہوئے ہیں اور یہاں رہ رہے ہیں اور وہ واپس افغانستان واپس نہیں جانا چاہتے تو ایک عام پاکستانی سے آپ کیسے یہ توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ افغانستان میں شامل ہو! یہی حقیقی صورتحال ہے۔ بدقسمتی سے کابل میں کچھ مفاد پرست لوگ ہیں جو یہ مسئلہ کھڑا کر رہے ہیں۔ ایک طرف سے وہ ہم سے کہتے ہیں کہ باڈر بند کر دو کسی کو گزرنے نہ دو پوری بین الاقوامی ہمیں اس کے لیے ذمہ دار ٹھہراتی ہے دوسری طرف وہ کہتے ہیں کہ یہ باڈر نہیں ہے تو پھر ہم یہ کہاں سے سمجھیں کہ سرحد کہاں ہے جسے ہم بند کر دیں۔

افغانستان کی پاکستان دشمنی:

1950 میں افغانستان نے فقیر اپی کی امارت میں تیرہ میں آزاد پختونستان حکومت قائم کردی۔

1950 میں 6 ہزار مسلح افغان آرمی نے پاکستان پر حملہ کردیا جو پانچ دن کی لڑائی کے بعد پسپا ہوا۔

1961 میں 15 ہزار افغان فوجیوں نے باجوڑ پر حملہ کیا جو پسپا کردیا گیا۔

1965 میں مہمند پر حملہ کیا گیا۔

پاکستان پر ہونے والے تمام حملے دیر، باجوڑ، مہمند، میں معاہدہ ڈیورنڈ لائن کی اس شق کے خلاف ہیں جس میں کہا گیا تھا نہ ہندوستان افغانستان میں مداخلت کرے گا نہ افغانستان ہندوستان میں خصوصاً دیر، باجوڑ اور چترال میں۔

1971 میں پاکستان دولخت ہوا تو کابل میں جشن منایا گیا۔

1948 میں قلات کا پرنس عبدالکریم ناراض ہو کر افغانستان چلا گیا تو اس کے ٹریننگ کیمپ بن گئے۔

1960 میں شیر محمد مری جنرل شیروف ناراض ہو کر افغانستان چلا گیا تو اس کے ٹریننگ کیمپ بن گئے۔

1970 کی دہائی میں بھٹو نے این پی کی حکومتیں توڑ دیں تو بلوچستان اور صوبہ سرحد کے نوجوان افغانستان چلے گئے، ٹریننگ کیمپ بن گئے اور پاکستان میں دھماکے ہونے لگے۔

1979 میں الذوالفقار کابل میں چلی گئی تو اس کے 15 ٹریننگ کیمپ بن گئے۔

پشاور میں حیات محمد شیر پاؤ کو افغانستان سے شہید کروادیا گیا۔

طالبان رجیم کی خودکش غلط حکمت عملی:

طالبان رجیم عالمی معاہدوں کے خلاف ورزی کرتے ہوئے تمام اخلاقیات کو روند کر ،بھارتی مفادات کی محافظ بن کر ،بہت چھوٹے اور عارضی مفادات کے لیے اب القاعدہ، ٹی ٹی پی ،بی ایل اے اور داعش وغیرہ کو پاکستان کے خلاف اپنی پراکسی کے طور پر استعمال کر رہی ہے۔انہیں افغانستان میں مکمل تحفظ دے رہی ہے انہیں ہر قسم کی سہولتیں فراہم کر رہی ہے اور خود بھی صرف اپنے محسن برادر ملک اسلامی ایٹمی پاکستان پر حملہ آور ہیں۔

ڈاکٹر عبدالشکور کا کہنا ہے کہ افغانستان میں سیاسی جماعتیں سول سوسائٹی اور میڈیا طالبان حکومت کے مؤقف سے اختلاف کر رہے ہیں جو ملک میں داخلی استحکام کے لیے ایک بڑا چیلنج بن سکتا ہے۔

طاہر خان کہتے ہیں کہ ماسکو فارمیٹ، شنگائی تعاون تنظیم اور تنظیم برائے اقتصادی تعاون جیسے فورمز میں افغانستان میں دوبارہ سرگرم شدت پسند گروہ جیسے القاعدہ، ٹی ٹی پی ،بی

ایل اے، اسلامک موومنٹ آف ازبکستان اور دوسرے تخریب کار گروہوں کے بارے میں تشویش کا اظہار کیا گیا ہے اور ان گروہوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیاں پاکستان سمیت پورے خطے کے لیے خطرہ ہیں جبکہ افغان طالبان کی جانب سے ان شدت پسند گروہوں کے خلاف موثر کاروائی کا نہ کیا جانا مستقبل میں خطے کی مجموعی سلامتی کے لیے بڑا خطرہ ثابت ہو سکتا ہے۔ خود افغانستان کی عوام کو مزید مصائب کا شکار کر سکتا ہے۔ عالمی تنہائی کا شکار کر سکتا ہے اور نہ ختم ہونے والے اندرونی فسادات کی طرف دھکیل سکتا ہے۔

حالانکہ

- ملاں عمر نے عرفان صدیقی کے بقول 1995 میں کہا تھا کہ اگر کوئی جنگ ہوئی تو میں افغانوں کو کہوں گا کہ پاکستان کا ساتھ دیں۔ افغانستان کی اگلی سات نسلیں بھی پاکستان کے احسانات کا بدلہ نہیں چکا سکتیں۔
- جلال الدین حقانی نے کہا تھا کہ آپ پاکستان کو بچائیں، ہم اگر افغانستان میں ہار گئے اور پاکستان بچ گیا تو ہم جیت جائیں گے اگر ہم افغانستان میں جیت گئے اور پاکستان کو کچھ ہو گیا تو ہم جیت کر بھی ہار جائیں گے۔ اس لیے پاکستان کا رہنا بہت ضروری ہے۔

پاکستانی افواج افغان مجاہدین -USSR